۲۱ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ / 25 اکتوبر 2024ء

تَزْیِیْنِ سَیِّئات....

شیطانی دھوکا

(عصرِ حاضر کے چند خوش نما قبیح اُمور پر تبصرہ)

(دوسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔[ابراھیم 22:14]

انسان پر ربِّ کریم کے بے شمار احسانات وانعامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے انسان کو عقل وشعور سے نوازا ہے اور صحیح وغلط / خیر وشر میں تمیز کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے... جسمانی طور پر کمزور انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل کے ذریعے ایسی بڑی بڑی چیزوں کو مسخّر کرلیتا ہے کہ اُس کی اپنی عقل بھی حیران رہ جاتی ہے... مگر انسان کی یہ خامی ہے کہ وہ عقل کو صحیح طرح سے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اور غفلت کے سبب بہت مرتبہ دھوکا کھا جاتا ہے۔

انسان کو سب سے زیادہ دھوکا اُس کا بدترین دشمن شیطان دیتا ہے، جس کے بارے میں خالقِ کائنات نے:

- متعدد آیاتِ قرآنیہ میں آگاہ فرمایا: اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ "یقیناً شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔"[البقرۃ2:168]
- یہ خبر بھی عنایت فرمائی کہ اُس نے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہی تمہارے ساتھ دشمنی کا آغاز کر دیا تھا اور قیامت تک کبھی اِس سے باز نہیں آئے گا۔[الاعراف 7:14 تا 18، ملخصًا]
- یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ جب روزِ حشر شیطان کے پیچھے چلنے والوں کو جہنم میں جانے کا حکم سنایا جائے گا اور وہ اُسے کوسیں / بُرا بھلا کہیں گے تب وہ جواب دے گا: وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ۔۔۔ یعنی "مَیں نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی، مَیں نے تو فقط تمھیں گناہ کی دعوت دی تھی تو تم نے میری بات مان لی، اب تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ، خود اپنے آپ کو مَلامت کرو۔"[ابراھیم 22:14]

اِس سے بڑی غفلت کیا ہو سکتی ہے کہ انسان ایسے بدترین دشمن کے دھوکے میں آجاتا ہے اور اپنی دُنیا وآخرت کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔ شیطان کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ انسان برائی کو اچھائی اور شر کو خیر سمجھنے لگتا ہے... اور جس بات سے دُور بھاگنا چاہیے انسان اُسے شوق کے ساتھ کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں عصرِ حاضر کے چند ایسے نہایت قبیح اُمور کا ذکر ہوا تھا جنھیں شیطان نے اپنے دھوکے سے خوش نما بنا دیا ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد اُن میں مبتلا ہے۔[1] آج بھی اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] خطبہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/13CzwPP9BwSSmdpziJKqDzflY59sAexhF/view?usp=sharing

تزیینِ سیئات... دکھاوے کے لیے عمل کرنا

قرآن وسنّت کا واضح حکم ہے کہ مسلمان کا ہر عمل محض اللہ تعالیٰ کی رِضاء وخوشنودی کے لیے ہونا چاہیے۔ دُنیاداروں کو دکھانے، اُن سے داد وُصول کرنے اور اپنی نیک نامی وشہرت کے لیے عمل کرنا سخت حرام ہے اور قیامت میں ذلّت ورُسوائی کا باعث ہے۔

ریاکاری کی نحوست سے بچنے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ:

i. کثرت کے ساتھ ربّ تعالیٰ سے دُعا کی جائے کہ وہ اِخلاص کی توفیق دے اور نمائش ودکھاوے سے محفوظ رکھے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دُعا کیا کرتے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِي صَالِحًا، وَاجْعَلْهُ لَكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئًا۔ اے اللہ! میرا ہر عمل نیک بنادے! اور اُسے اپنی رضا کے لیے خالص کر دے! اور اُس میں کسی کو شریک نہ فرمانا! (الزهد للإمام أحمد، الرقم: 617)

ii. اگر ظاہر کرنے میں کوئی شرعی حکمت نہ ہو تو حتّی الامکان نیکیوں کو ایسے مخفی رکھا جائے جیسے انسان اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ یعنی کسی دوسرے کو علم ہی نہ ہو کہ فلاں شخص نے یہ کارِ خیر انجام دیا ہے۔

iii. دل میں لوگوں کی طرف سے تعریف کی چاہت یا ملامت کا خوف نہ رکھا جائے۔ یعنی اِس بات کی پرواہ ہی نہ ہو کہ لوگ کیا کہیں گے!

iv. رِیاکاری سے متعلق وعیدوں کا مطالعہ کیا جائے؛ تاکہ نقصانات کا اندازہ کرکے انسان اُس سے بچنے کے لیے بھرپور کوشش ہو۔

ارشادِ ربّانی: خالقِ کائنات نے اخلاص کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ ”تو جسے اپنے ربّ سے ملاقات کی اُمّید ہو اُسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔“ [الکھف 110:18] شرکِ اکبر سے بھی بچے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے... اور شرکِ اصغر سے بھی بچے، اخلاص کے ساتھ فقط اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے عمل کرے، لوگوں کو دکھانے کا ارادہ نہ ہو۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

فرامینِ نبویّہ: سیدنا ابو سعید بن ابو فَضالہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن میں کوئی شک نہیں، اُس دن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اِعلان کرنے والا (فرشتہ) اِعلان کرے گا: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے کیے ہوئے کام میں کسی کو شریک ٹھہرایا تھا (دُنیاداروں سے داد لینے کی بھی خواہش تھی) تو وہ اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مانگے (جس کو دکھایا تھا اُس سے اجر مانگے)؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکیہ عمل سے بے نیاز ہے (بارگاہِ الٰہی میں وہی عمل قبولیت کا مستحق ہے جو خالص طور پر اُس کی رِضا کے لیے کیا گیا، جس عمل سے رِیاکاری مقصود تھی اللہ تعالیٰ کو اُس کی کوئی ضرورت نہیں)۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 3154۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 4203)

سیدنا ابو عبد اللہ جُنْدُب بَجَلی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جانِ عالَم ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ، وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ۔ ایک مفہوم یہ ہے کہ "جو اِس لیے عمل کرے کہ شہرت ہو گی / لوگ سن کر تعریف کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُسے رسوا کرتے ہوئے مشہور کروادے گا کہ یہ شہرت کا طلب گار ہے... اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرے اللہ تعالیٰ اُس کے بارے میں دکھادے گا کہ یہ رِیاکار ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:6499۔ صحیح مسلم، حدیث:2986)

شیطانی دھوکا: قرآن وسنّت کی اِن واضح نصوص کے باوجود شیطان ریاکاری کے حوالے سے ایسے وسوسے دل میں ڈالتا ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد دکھاوے کے لیے عمل کر کے ثواب ضائع کر دیتی ہے اور اِس نقصانِ عظیم کا پتا بھی نہیں چلتا۔ مثلاً:

- اگر تصویریں یا ویڈیو نہیں بنوانی تو اتنا بڑا اکام کرنے کا فائدہ کیا!
- دوسرے لوگ اتنی زیادہ تشہیر کرتے ہیں، اگر ہم نے تشہیر نہ کی تو اُن کا مقابلہ کیسے ہو گا!
- سوشل میڈیا پر وائرل کریں گے تو اتنے زیادہ لوگ پسند (like) کریں گے۔
- نام تبھی ہو گا جب کام نظر آئے گا۔

لمحۂ فکریہ: ریاکاری کے حوالے سے شیطانی دھوکے سے بچنے کے لیے چند باتوں پر غور کرنا چاہیے:

- ❖ دُنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ مالکِ کریم نوازے تو لوگ محروم نہیں کر سکتے اور وہ محروم کرے تو دینا کسی کے بس میں نہیں... تو لوگوں سے داد وصول کرنے کی خاطر اپنے ربّ کو ناراض کرنا کتنی بڑی نالائقی ہے!
- ❖ ربِّ کریم کی طرف سے ملنے والا انعام اتنا عظیم ہے کہ اُس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اُس شخص سے بڑا احمق کون ہو گا جو لوگوں کے چند تعریفی جملوں کی خاطر انعامِ عظیم کو ضائع کر دے!
- ❖ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی و خشوع عبادت کی جان ہیں۔ اگر تصویر / سیلفی کے چکر میں خشوع سے محروم رہ گئے تو فائدہ ہوا یا نقصان؟
- ❖ ایک طرف دُنیا میں داد و تحسین ہے اور دوسری جانب روزِ قیامت کی سخت ذلّت و رسوائی؛ کہ بھرے محشر میں مشہور کروایا جائے گا: "یہ شخص دُنیا میں دکھاوے کے لیے عمل کرتا تھا"... عقل مند شخص کو فیصلہ کر لینا چاہیے کہ وہ اِن میں سے کسے اختیار کرے گا!
- ❖ ظاہر ہے کہ غریبوں کی مدد کرتے ہوئے اُن کی تصاویر یا ویڈیو بنوانے سے اُن کی بے عزتی اور دل آزاری ہوتی ہے۔ سوچنا چاہیے کہ کیا ہم دوسرے مسلمانوں کا دل دُکھا کر اور اُنھیں بے عزت کر کے ربّ تعالیٰ کو خوش کر رہے ہیں!

اخلاص کی ایک حسین مثال یہ ہے کہ مدینہ منوّرہ میں 100 ایسے مستحق گھرانے تھے جنھیں اخراجات ملتے تھے، مگر اُنھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ دینے والا کون ہے؟ فَلَمَّا مَاتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَقَدُوْا ذٰلِكَ، فَعَرَفُوْا أَنَّهُ هُوَ الَّذِيْ كَانَ يَأْتِيْهِمْ فِي اللَّيْلِ بِمَا يَأْتِيْهِمْ بِهٖ۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے وصالِ اقدس کے بعد راشن کا سلسلہ بند ہوا تو پتا چلا کہ ایک عرصہ تک رات کی تاریکی میں (اپنی پیٹھ پر رکھ) راشن پہنچانے والے بزرگ امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ:9/123)

تزیینِ سیئات... حلال و حرام میں تمیز نہ کرنا

بنیادی اسلامی عقائد میں سے ایک "عقیدۂ تقدیر" بھی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنے علم و حکمت کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر معاملے کا فیصلہ کر کے اُسے لکھوا دیا۔ یہ اُس کے علم کا کمال ہے کہ ہزاروں سال بعد انسان نے اُس کے دیے ہوئے اختیار سے جو کچھ کرنا تھا اور دیگر جو کچھ بھی ہونا تھا، ہر معاملے اور ہر ذرے کی تفصیل اُس علیم و خبیر کو معلوم تھی اور اُس نے لوحِ محفوظ میں لکھوا دی۔

تقدیر میں مخلوق کی روزی بھی شامل ہے۔ یعنی ہر انسان کی پیدائش سے بے شمار سال پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اُسے کس قدر رزق ملے گا۔ جب "رِزق" کی مقدار مقرر ہے تو حلال اسباب سے روزگار حاصل کرنے کی صورت میں رزق ہرگز کم نہیں ہو گا، تاہم روزی کے ساتھ ساتھ ربِّ کریم کی رِضاء و برکت بھی نصیب ہو گی... جب کہ حرام طریقے سے کمائے تو رِزق ہرگز نہیں بڑھے گا، البتہ انسان نالائقی کی وجہ سے اپنے خالق جلّ جلالہٗ کو ناراض کر بیٹھے گا۔

روزگار کے لیے کوشش فقط اِس واسطے کی جاتی ہے کہ یہ شریعت کا حکم ہے، ورنہ تقدیر میں لکھا ہر صورت ملے گا اور جو نہیں لکھا وہ کبھی نہیں مل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ماہِر تاجر اور اربابِ فنّ بے روزگار ہوتے ہیں، جب کہ کئی اناڑی دولت میں کھیلتے ہیں... بلکہ یہ شانِ قدرت کا اِظہار ہی ہے کہ بے زبان و بے ہُنر جانور رحمتِ الٰہی سے سَیر بھی ہوتے ہیں اور "کَل" سے بے فکر بھی، جب کہ عقل و شعور اور ہنر و فنّ رکھنے والا انسان اپنی نالائقی کے سبب روزی کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے، پھر بھی سَیر نہیں ہوتا۔

ارشادِ ربّانی: وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ "اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ہی اُنھیں اور تمھیں رزق دیتا ہے اور وہ بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔" [العنکبوت 60:29]

فرمانِ نبوی: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- أَيُّهَا النَّاسُ! اِتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ۔ "لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ، لالچ کے بغیر، فقط حلال ذریعے سے) روزی تلاش کرو!"
- فَإِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا ۔ "بلاشبہ کوئی بھی جان اپنا طے شدہ رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گی، اگرچہ اُسے کچھ دیر سے روزی ملے۔"
- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ ۔ "چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق کی تلاش کرو! حلال لے لو اور حرام کو چھوڑ دو!" (سننِ ابن ماجہ: 2144۔ شعب الایمان، ج:2، ص:68، رقم:1187۔ ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ و مرآۃ)

شیطانی دھوکا: یہ شیطانی کارستانی ہی ہے کہ رزق کی تقسیم وتقدیر کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد آج حرام ذرائع کے ذریعے کمائی میں مبتلا ہے اور وسوسوں کے نتیجے میں کہتی ہے:

- صِرف حلال کمائیں تو گزارا کیسے ہو گا! خرچے کیسے پورے کریں گے!
- ہمیں بھی معلوم ہے کہ یہ درست نہیں، مگر صرف بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔
- ساری دُنیا کا نظام ایسا ہے تو معیشت کی ترقّی کے لیے ہمیں بھی ساتھ چلنا پڑے گا۔
- رواں ہفتے پاکستان کے دونوں ایوانوں نے دُستورِ پاکستان میں 26ویں ترمیم منظور کی، جس کے مطابق جنوری 2028ء سے پہلے حکومت ملکی معیشت کو سود سے پاک کرے گی۔ اِس سے پہلے 2022ء میں وفاقی شرعی عدالت نے بھی سود کو ختم کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ بظاہر یہ ترمیم خوش آئند ہے، مگر آئین سازوں نے چالاکی سے سود والی شق کو آئین کے دوسرے باب میں شامل کیا ہے۔ دستور کا باب نمبر 02 چند اقوالِ زرّیں کا مجموعہ ہے، جس کی خلاف ورزی پر آرٹیکل چھ کا مقدمہ تو کجا! چھ روپے کا جرمانہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ دستور بنانے والوں کی طرف سے "اسلامی ٹچ" ہے؛ تاکہ لوگوں کو خوش کیا جا سکے۔ چنانچہ آئین کا حصہ بننے کے باوجود سود والی شق کی عملی حیثیت یہ ہے کہ اگر حکومت اُس پر عمل نہیں کرے گی تو کسی بھی طرح کی قانونی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ یہ فیصلہ عوام نے کرنا ہے کہ اِسے شیطان کا دھوکا کہا جائے یا اُس کے چیلوں کا!

لمحۂ فکریہ: ربِّ کریم نے قرآنِ عزیز میں سود خوروں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا ہے، اپنے ضمیر سے پوچھنا چاہیے کہ جس کام پر رازقِ حقیقی نے اِس قدر سخت وعید فرمائی ہو اُس کے ذریعے معیشت کی ترقّی واستحکام کے خواب دیکھنا عقل مندی ہے یا حماقت؟

جب یہ وسوسہ آتا ہے کہ صِرف حلال کمائیں گے تو گزارا کیسے ہو گا؟ تب اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کیا حرام کمانے والے دُنیا سے سیر ہو گئے؟ اُنھیں اب مزید کا لالچ نہیں ہے؟ ہرگز نہیں! مال کا لالچ صرف اِسی صورت میں ختم ہو سکتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے اور حلال پر قناعت اختیار کرے... حرام کمانے سے غنا ہرگز نہیں ملتا، بلکہ محتاجی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نے مارکیٹ کے آخری کونے میں چھوٹی سی دُکان بنا رکھی تھی۔ کسی نے اُنھیں کہا: آپ باہَر مرکزی جگہ پر بیٹھیں؛ تاکہ لوگ دیکھیں اور کاروبار میں اِضافہ ہو۔ وہ فرمانے لگے: بیٹا! جو باہَر والوں کا رازِق ہے وہی کونے میں بیٹھنے والوں کو بھی روزی دیتا ہے، یہاں فقط اُس کا حکم پورا کرنے کے لیے بیٹھا ہوں، روزی تو وہ گھر میں بھی پہنچا سکتا ہے۔ یہ قناعت اور رِضا والوں کی ایک مثال ہے۔

جب کہ لالچ والوں کا حال وہی ہوتا ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ "لوگوں پر وہ وقت بھی آئے گا جس میں (دین سے دُوری اور دُنیا کے لالچ کی وجہ سے) آدمی کو پرواہ نہیں ہو گی کہ مال حلال طریقے سے حاصل کیا یا حرام ذریعہ سے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 2059)

تزیینِ سیّئات... رسم ورِواج کی پابندی

ہر دَور، ہر علاقے، ہر قبیلے اور ہر مذہب میں کچھ چیزیں رائج وعام ہوتی ہیں اور اِن رُسوم ورِواجات کا اہلِ معاشرہ کی سیرت و کردار پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ معاشرے میں جس چیز کا رواج ہو جائے اُسے محض عادت پڑ جانے کی وجہ سے اچھا سمجھا جانے لگتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ کئی معیوب، نقصان رساں اور عقیدے کی مخالف رسموں پر بھی سختی سے عمل کیا جاتا ہے؛ صرف اِس لیے کہ اُن کا رواج ہے۔

قرآن وسنّت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ مسلمان کو رسم ورِواج کی نہیں، شریعتِ مطہرہ کی پیروی کرنی ہے... جو رِیت شریعت کے خلاف نہ ہو اُسے پورا کرنے میں حرج نہیں اور اُسے حرام قرار دینا شریعت پر افترا ہے.... تاہم جو طور طریقہ شریعت کے خلاف ہو اُسے پورا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر رسموں کو پورا کرنا مسلمانوں کا نہیں، کافروں کا طریقہ ہے۔

ارشاداتِ ربّانیّہ: ربِّ کریم نے اِس بات پر پہلی قوموں کی سخت مذمت فرمائی کہ جس کافر قوم کو بھی دین کی دعوت دی گئی اُن کے مال دار لوگ کہنے لگے: اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ۔ "ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم اُن کی لکیر پر چلتے ہیں (پرانے رسم ورِواج کے پابند ہیں)۔" [الزخرف 23:43]

شریعت سے منہ پھیرنے والوں کو ڈانٹ کے انداز میں ربّ کریم نے فرمایا: اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ "تو کیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور یقین والوں کے لیے اللہ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے!" [المائدۃ 50:5]

فرامینِ نبویّہ: خلافِ شرع رسموں سے روکنے کا کس قدر اہتمام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے عالَم گیر پیغام میں یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ۔[1] یعنی "سن لو! جاہلیت کی ہر چیز کو مَیں اپنے پاؤں کے نیچے رَوند / کُچل کر باطل وناقابلِ عمل قرار دے رہا ہوں۔" (صحیح مسلم، حدیث: 1218)

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔» "تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔" ("السنة" لابن أبي عاصم، الحديث: 15۔ "شرح السنة" للبغوي، الحديث: 104۔ "نوادر الأصول في أحاديث الرسول ﷺ" للحكيم، ج:4، ص:164) اگر انسان شرعی احکام کو اچھا اور ممنوعات کو بُرا نہ سمجھے تو مومن ہی نہیں اور اپنی چاہت پر عمل سے پہلے شریعت کا لحاظ نہ کرے تو اُسے کامل ایمان نصیب نہیں۔

---

[1] أَيْ كَالشَّيْءِ الْمَوْضُوْعِ تَحْتَ الْقَدَمِ وَهُوَ مَجَازٌ عَنْ إِبْطَالِهٖ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 2555)

شیطانی دھوکا: قرآن وسنّت کی اِن واضح نصوص کے باوجود شیطان مَردود نے دھوکے میں اِس طرح مبتلا کر رکھا ہے کہ معاشرے کی اکثریت خلافِ شریعت رسموں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ مثلاً:

- رواج ہے کہ شادی سے پہلے ہونے والے جوڑے کے ستارے ملائے جاتے ہیں... حالانکہ شریعت نے ہمیں ستارے ملانے کا نہیں، بلکہ استخارہ (خیر وبھلائی کی دُعا) کا حکم دیا ہے۔ ستاروں کی چال سے مستقبل کی باتیں بتانا ممنوع ہے، یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے کہ ستاروں کی چال کا ذاتی طور پر کوئی اثر ہے اور اُنھیں محض علامت سمجھ کر کوئی قیاس کرنا بھی فضول ہے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری: 4/291، ملخصًا)
- شادی کے موقع پر ناچ گانا... مَردوں اور خواتین کا اختلاط... لڑکے اور لڑکی کا باہم ملاقات یا فون پر گفتگو کرنا... لڑکے والوں کا جہیز کے نام پر مخصوص چیزوں کا تقاضا کرنا اور لڑکی والوں کو مجبور کر کے اُن سے وہ چیزیں لینا... تیل مہندی کی رسم... ہوائی فائرنگ اور آتش بازی... ولیمہ میں دکھاوے کے لیے کئی قسم کے کھانے پکانا... یہ سب اُمور ناجائز وگناہ ہیں۔ (رسم ورواج کی شرعی حیثیت، ملخصًا)
- رواج ہے کہ کسی شخص کی وفات ہو جائے تو تمام رشتہ داروں کے جمع ہونے تک جنازہ کو مؤخّر کیا جاتا ہے، حالانکہ سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنازہ وتدفین میں (کسی شرعی وجہ کے بغیر) تاخیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث: 1075)
- رسم پڑ چکی ہے کہ کسی شخص کی وفات پر میّت کے گھر والے دعوت کا اہتمام کرتے ہیں.... حالانکہ شرعاً وفات کے دن اور اُس کے بعد والے دو (یعنی سوگ کے تین) دنوں میں بطورِ دعوت کھانے کا اہتمام کرنا ناجائز وممنوع ہے۔ یہ کھانا فقرا کھا سکتے ہیں، مال داروں کے لیے جائز نہیں، تاہم ایصالِ ثواب کے لیے کھانے کا اہتمام جائز ہے اور اِسے کھانا مال داروں کے لیے بھی ممنوع نہیں۔ بزرگوں کے ایصالِ ثواب کے لیے پکایا گیا لنگر سب کے لیے باعثِ برکت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج: 9، ص: 614، 662، 667، 673)
- یہ بات بھی رائج ہوتی جارہی ہے کہ مرحوم کی تصویر کے سامنے پھول رکھے جاتے ہیں اور موم بتیاں روشن کی جاتی ہیں... حالانکہ یہ ہندوؤں کی ایجاد ہے۔ بطورِ تعظیم تصویریں رکھنا بھی ناجائز ہے اور اُن پر پھول چڑھانا / موم بتیاں جلانا بھی اسراف وبے جا ہے۔
- کسی کی وفات پر چند منٹ کے لیے خاموشی یا تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانے کی رسم بھی کفار کی ایجاد ہے، اِس سے بچنا چاہیے۔
- یہ بات بھی عام ہو چکی ہے کہ گرمیوں میں لوگ نیکر پہن لیتے ہیں، جس سے گھٹنے نہیں چھپتے... حالانکہ شرعًا مَرد پر فرض ہے کہ وہ اپنی ناف کے متّصل نیچے سے گھٹنے کے آخر تک کا حصہ چھپائے۔ شرعی ضرورت کے بغیر یہ حصہ کسی کے سامنے کھولنا سخت گناہ ہے، حتّٰی کہ بلاضرورت یہ حصہ تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج: 3 (الف)، ح: 16، ص: 442)

لمحۂ فکریہ: خلافِ شرع رسموں میں سے زیادہ تر ایسی ہیں جن سے متعلق ہم خود بھی سمجھتے ہیں کہ یہ دین میں جائز نہیں اور دُنیاوی طور پر بھی اُن کے نتائج اچھے نہیں، مگر صرف اِس لیے اُنھیں پورا کرتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا تو لوگ طعنے دیں گے! پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالٰی اور اُس کے محبوبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ناراض کرنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ پھر یہ بات بھی کہ دُنیادار لوگ دودَھاری تلوار کی طرح ہیں، کبھی بھی طعنہ زنی سے باز نہیں آتے... اِن کی خاطر گناہ کا ارتکاب ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

حرفِ آخر... وعدۂ لاریب اور شیطانی فریب

"عقل" خالقِ کائنات کی طرف سے انسان کے لیے ایسا انعام ہے جو اُس کا طُرّۂ امتیاز ہے، مگر یہ عزت و تکریم کا باعث اور کامیابی کا ذریعہ تب بنتی ہے جب انسان اِسے صحیح طریقے سے استعمال کرے اور فائدہ اُٹھائے... وگرنہ عقل و شُعور کے حامل کفّار / دشمنانِ دین کو قرآنِ حکیم نے جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔

یہ بھی ربِّ کریم کا احسان ہے کہ اُس نے عقل کی راہ نمائی کے لیے شریعت کا نور عطا فرمایا ہے؛ تاکہ انسان کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہو، عقل کو شریعت کے ماتحت رکھ کر اُس سے فائدہ حاصل کرے اور منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔

سورج بھی روشن ہو، آنکھیں بھی سلامت ہوں اور راستہ بھی وسیع ہو... اِس کے باوجود کوئی شخص اپنی غفلت کی وجہ سے گڑھے میں جا گرے تو اُسے انتہائی لاپرواہ اور نالائق کہا جائے گا۔ یوں ہی شریعت کا آفتاب بھی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے، ربِّ کریم نے عقل و شعور سے بھی نوازا ہے اور صراطِ مستقیم بھی روشن و وسیع ہے، پھر بھی اگر کوئی شخص شیطانی دھوکے میں مبتلا ہو کر گمراہی یا نافرمانی کی گہری کھائی میں جا گرے تو وہ نہایت احمق اور سخت سُست ہے۔

قرآنِ حکیم میں واضح فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا و لاریب ہے اور شیطان کا وسوسہ جھوٹا و فریب ہے، خالقِ کریم ہمیں جنت کا راستہ دکھاتا ہے اور شیطان لعین ہمیں جہنم میں لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس کے باوجود اگر انسان شیطانی دھوکے میں مبتلا ہو کر شریعت کی خلاف ورزی کرے تو وہ اپنی عقل سے قطعًا کام نہیں لے رہا اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کو عذاب کا فیصلہ سنایا جائے گا اور وہ شیطان کو بُرا کہیں گے؛ کہ اِس کی وجہ سے ہم ہلاکت میں مبتلا ہوئے تھے تو شیطان کہے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ... یعنی "اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میرا وعدہ جھوٹا تھا، مَیں نے تم پر کوئی جَبر اور زبردستی نہیں کی تھی، مَیں نے تو فقط تمھیں گناہ کی دعوت دی تھی تو تم نے میری بات مان لی۔ چنانچہ اب تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ، خود اپنے آپ کو مَلامت کرو۔" [ابرٰھیم 22:14]

آخری دو خطبات میں چند ایسے خلافِ شرع قبیح اُمور کی نشان دہی کی گئی ہے، جو شیطانی وسوسوں کے نتیجے میں خوش نُما معلوم ہوتے ہیں اور بے شمار لوگ اُن میں مبتلا ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

1) جھوٹ بولنا اور اُسے پھیلانا... دونوں ہی باتیں گناہ بھی ہیں اور اِن کے بے شمار دُنیاوی نقصانات بھی ہیں، مگر شیطان بہت مرتبہ جھوٹ کو دل کش بنا دیتا ہے اور انسان اُسے بطورِ مزاح یا حصولِ مفاد کی خاطر یا غلط فہمی کی وجہ سے لگن کے ساتھ پھیلانے لگتا ہے۔

2) مخلوط نظامِ تعلیم شیطانی دھوکا ہے، جس کے بُرے اثرات دُنیا بھر میں دکھائی دے رہے ہیں۔ جب قرآن وسنت میں واضح طور پر خواتین کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز مَرد وخواتین کے اختلاط اور تنہائی سے روکا گیا ہے تو ہم مخلوط نظامِ تعلیم کو کیسے اچھا قرار دے سکتے ہیں! یا اِس کے بہتر نتائج کی کیسے توقّع کر سکتے ہیں!

3) رسول اللہ ﷺ نے آگاہ فرمایا تھا کہ قیامت کے قریب مذہبی راہ نماؤں کے رُوپ میں بڑے دھوکے باز، پَرلے درجے کے جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے، وہ ایسی باتیں پیش کریں گے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہو گا، چنانچہ اُن سے بچ کر رہنا۔ اِس خبرِ صادق کی سچائی بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے بے لگاموں نے دین کو مذاق بنا رکھا ہے۔ اِن حالات میں ہمیں چاہیے کہ عقائدِ اہلِ سنت پر استقامت اختیار کریں، فقہِ حنفی پر پختگی کے ساتھ عمل کریں اور راہِ اکابر کے مطابق ہی تصوّف اختیار کریں۔

4) یہ شیطانی فریب ہی ہے کہ انسان کے دل میں اپنے اعمالِ خیر دکھانے اور اُن پر لوگوں سے داد وصول کرنے کی چاہت پیدا ہوتی ہے، ایسی نیت حرام ہے اور قیامت میں رُسوائی کا باعث ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر اچھا عمل محض اللہ تعالیٰ کی رِضاء وخوشنودی کے لیے کریں۔ ربِّ کریم سے اخلاص کی توفیق مانگیں... حتّی الامکان اپنی نیکیوں کو چھپائیں... تصاویر، سیلفیوں اور ویڈیوز کی عادت چھوڑ دیں اور لوگوں کی طرف سے تعریف یا طعنوں کی پرواہ کیے بغیر اپنے مالکِ کریم کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔

5) ابلیسی مکر کے نتیجے میں بعض اوقات انسان سمجھتا ہے کہ حلال مجھے کافی نہیں ہو گا، پھر وہ حرام ذرائع سے روزی کمانے لگ جاتا ہے... حالانکہ اُس کی پیدائش سے بے شمار سال پہلے اُس کی روزی کی مقدار مقرر ہو چکی ہے۔ جو لکھا ہے اُس میں نہ تو ایک لقمہ کی کمی ہو سکتی ہے اور نہ ہی ایک نوالہ کا اِضافہ ہو سکتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ انسان صرف حلال ذریعہ اختیار کرے... یوں رزق بھی مل جائے گا اور مالکِ کریم کی رضاء وبرکت بھی نصیب ہو گی۔

6) شرعی احکام پر عمل کے بجائے خاندانی یا علاقائی رسموں کے پیچھے پڑے رہنا بھی شیطانی دغا ہے۔ مسلمان رسم ورِواج کا نہیں، شریعت کا پابند ہوتا ہے؛ لہٰذا خلافِ شرع تمام رسموں سے بچنا چاہیے اور اِس سلسلے میں لوگوں کے طعنوں کی ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

شرعی مسئلہ: عصرِ حاضر میں انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مبارک زندگیوں سے متعلق کچھ فلمیں بنائی گئی ہیں، لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اِنھیں مذہبی عقیدت کے ساتھ دیکھتے ہیں، مگر شرعی طور پر ایسی فلمیں بنانا بھی حرام ہے اور اُنھیں دیکھنا بھی حرام ہے۔

یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہیں... جن افراد کو نبی یا صحابی بنا کر دکھایا جاتا ہے وہ ایک اچھا مسلمان کہلانے کے لائق بھی نہیں ہوتے، نیز اِن میں من گھڑت باتیں، میوزک اور بے پردگی وغیرہ متعدد ناجائز اُمور ہوتے ہیں؛ لہٰذا ایسی فلمیں ہرگز نہ دیکھی جائیں۔[1]

---

[1] فتوٰی ملاحظہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/gunah/anbiya-karam-ke-mutalliq-banai-gai-filmon-ka-hukum

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، اپنے فضل و احسان کے ساتھ ہمیں نفس و شیطان اور دیگر تمام مخلوقات کے شرور سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور مرتے دم تک شریعت پر عمل کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے اور نئے چیف جسٹس سمیت تمام ذمہ داروں کو ملک و قوم کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!